خدا کی رحمت کے مظہر بنو

(فرمودہ ۲۰/ اپریل ۱۹۲۸ء)

تشہد' تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

جس قدر تعلیمیں خدا تعالیٰ کی طرف سے انسان کی ہدایت کے لئے دنیا میں نازل ہوتی ہیں ان سے فائدہ اٹھانے کا گُر صرف یہی ہے کہ انسان ان پر عمل کرے خالی زبان پر ان تعلیموں کا آجانا کافی نہیں ہو سکتا۔ ہم کوئی چیز دنیا میں ایسی نہیں دیکھتے جس کے صرف زبان سے رٹنے سے کوئی فائدہ ہو۔ اگر کوئی منہ سے روٹی روٹی کرے تو اس کا پیٹ نہیں بھر جائے گا۔ یا پانی پانی کہنے سے پیاس نہیں بجھ جائے گی۔ اسی طرح خدا تعالیٰ کی تعلیمیں ہیں اگر ان کو انسان پڑھتا رہے اور بار بار دہراتا رہے مگر ان پر عمل نہ کرے تو اس کا روحانی پیٹ نہیں بھرے گا۔

میں دیکھتا ہوں ابھی ہماری جماعت میں بہت لوگ ایسے پائے جاتے ہیں جو اپنے نفس کی اصلاح کی طرف بہت کم توجہ کرتے ہیں۔ اس وقت میں خصوصیت سے اس بات کو لیتا ہوں جو آج کل مسلمانوں میں بہت عام ہے اور جس کے اثر کے نیچے کئی لوگ دبے ہوئے ہیں اور جو ایسی ہے کہ جن میں وہ پیدا ہوئی انہوں نے خدا کو بھلا دیا اور وہ خدا سے دور ہو گئے۔ دوسرے لوگوں میں اگر یہ بات پائی جاتی ہے تو اس کا ہمیں چنداں فکر نہیں مگر ہماری جماعت جسے خدا تعالیٰ نے لوگوں کی اصلاح اور ان میں نیکی پیدا کرنے کے لئے قائم کیا ہے اس میں اگر کوئی نقص ہو خواہ اس کے تھوڑے افراد میں ہو یا زیادہ میں یہ بہت افسوس کی بات ہے۔

میں افسوس سے دیکھتا ہوں کہ یہاں قادیان سے بھی اور باہر کی مختلف جگہوں سے بھی متعدد بار ایسی شکائتیں آتی رہتی ہیں کہ آپس میں ذرا ذرا سی بات پر ناراضگی پیدا ہو جاتی ہے اور دوست آپس میں لڑنے جھگڑنے لگ جاتے ہیں۔ حالانکہ قرآن شریف میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔

رَحْمَتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ (الاعراف ۱۵۷) کہ میری رحمت ہر چیز پر وسعت رکھتی ہے اور ہر چیز کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ یعنی غضب، غصہ، ناراضگی خدا تعالیٰ کی صفات کا اصل مظہر نہیں ہیں۔ حقیقی مظہر اس کی رحمت اس کا رحم اور اس کا فضل ہے۔ اس آیت میں خدا تعالیٰ نے یہی فرمایا ہے کہ رحمت میری طرف سے ہوتی ہے اور غضب کی تحریک خود ان کی طرف سے ہوتی ہے جن پر نازل ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے لئے ضروری نہیں کہ ہماری طرف سے تحریک ہو۔ یہ نہیں کہ ہماری طرف سے ایسے سامان مہیا کئے جائیں جو اس کی رحمت کے نزول کا باعث ہوں بلکہ یہ خود بخود ہماری کوشش اور کسی خواہش کے بغیر بھی ہر وقت نازل ہوتی رہتی ہے۔ ہم جب ماں کے پیٹ میں تھے اور پیدا بھی نہیں ہوئے تھے اس وقت اس نے آنکھیں دی تھیں اس وقت ہم نے کونسی نیکی کی تھی۔ پھر جب خدا تعالیٰ نے کان دیئے تھے تو وہ کس نیکی کے بدلے میں دیئے تھے۔ اس وقت تو ہم نیکی بدی کا نام بھی نہ جانتے تھے یہ خدا تعالیٰ کی رحمت ہی تھی کہ ہمیں بغیر نیکی کے یہ سب کچھ عطا کیا۔ اسی طرح اس نے علم دیا، حافظہ دیا اور بہت سی طاقتیں دیں اور یہ ظاہر ہے کہ ہماری طرف سے ان سب باتوں کے لئے کوئی ابتداء نہیں ہوئی۔ اسی طرح خدا تعالیٰ نے غلہ پیدا کیا، میوے پیدا کئے اور چیزیں پیدا کیں۔ اسی طرح اس نے پنجاب کے پانچ دریا پیدا کئے جن کے ذریعہ کروڑوں انسان پل رہے ہیں یہ کس نیکی کے بدلے میں ہیں۔ یہ محض خدا تعالیٰ کی رحمت ہے جو کسی کام کے بدلے میں نہیں۔

اسی طرح خوبصورت نظارے جو ہمیں نظر آتے ہیں۔ سمندر جو دنیا کی ترقی کا ذریعہ ہیں اور جن کے راستے تجارت کا مال آسانی اور سہولت سے کہیں سے کہیں جا پہنچتا ہے اور ریل کی بہ نسبت زیادہ آسانی سے پہنچتا ہے یہ کس انسان کی نیکی کا نتیجہ ہیں۔ یہ خدا کی رحمت ہی تھی جو انسانوں کے کسی فعل کے بغیر نازل ہوئی۔ اگر ان نعمتوں کو گنا جائے جو خدا تعالیٰ نے ہمارے افعال کے بغیر نازل کی ہیں تو ان کی تعداد ہمارے افعال کے نتیجہ میں نازل ہونے والی نعمتوں سے بہت زیادہ ہوگی۔ چونکہ ہماری نیکی محدود ہے اس لئے اس کے بدلہ میں جو فضل نازل ہو وہ بھی محدود ہی ہوگا۔ مگر خدا کی رحمت لامحدود ہے اس لئے جو فضل اس کی طرف سے نازل ہو وہ بھی غیر محدود ہوتا ہے۔ لیکن جہاں خدا تعالیٰ کے فضل غیر محدود ہیں اور کوئی ان کا اندازہ نہیں لگا سکتا وہاں ایک شخص بھی ایسا نہیں جو یہ بتا سکے کہ کوئی ایک بھی غضب بندہ کے فعل کے بغیر نازل ہوا ہو۔ تو رَحْمَتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ اصل چیز خدا کی طرف سے نازل ہونے والی رحمت

ہے۔ لیکن غضب اس وقت نازل ہوتا ہے جب اس کے لئے پہلے بندہ کی طرف سے تحریک ہوتی ہے۔ غرض رحمتیں تو بغیر ہمارے کام کے بھی نازل ہوتی ہیں اور بہت زیادہ نازل ہوتی ہیں مگر غضب ہمارے کسی جرم کی سزا کے طور پر ہوتا ہے اور ہمارے جرم کے مطابق ہوتا ہے زیادہ نہیں ہوتا۔ پس جب کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت وسیع ہے تو مؤمن کا کام ہے کہ خدا کی دوسری صفات کی طرح یہ صفت بھی اپنے اندر پیدا کرے۔ مؤمن کیا ہے مؤمن خدا تعالیٰ کی صفات کا آئینہ ہوتا ہے۔ جس طرح آئینہ اس لئے بنایا جاتا ہے کہ اس میں مالک کی شکل نظر آئے اسی طرح خدا تعالیٰ نے انسان کو اس لئے بنایا ہے کہ خدا کی صفات اس کے ذریعہ ظاہر ہوں۔ یاد رہے کہ شیشہ جب خراب ہو جاتا ہے تو انسان کی شکل اس میں عمدگی سے دکھائی نہیں دیتی اس وقت وہ توڑ دیا جاتا ہے۔ میں چھوٹا تھا جب میں نے ایک رؤیا دیکھی۔ میں نے دیکھا کچھ لوگ بیٹھے ہیں جن کے سامنے میں تقویٰ پر وعظ کر رہا ہوں میرے ہاتھ میں ایک آئینہ ہے جو میں انہیں دکھا کر کہتا ہوں۔ دیکھو جس طرح مالک شیشہ میں شکل دیکھتا ہے اسی طرح خدا انسان میں اپنی شکل دیکھتا ہے۔ پھر میں کہتا ہوں جب شیشہ خراب ہو جاتا ہے اور اس میں شکل نظر نہیں آتی تو اسے یوں پھینک کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جاتا ہے۔ اسی طرح جو دل گندا ہو جائے اور جس میں خدا کی شکل نہ نظر آئے اسے خدا بھی چُور چُور کر دیتا ہے۔

تو مؤمن کا کام ہی یہ ہے کہ خدا کی صفات ظاہر کرے اور خدا تعالیٰ کی سب سے بڑی صفت رحمت ہے اور اصل یہی ہے۔ ہاں جب اصلاح کی اور کوئی صورت نہ رہے تو اس وقت سزا دیتا ہے۔ مگر بہت لوگوں کو دیکھا ہے کہ ذرا ذرا سی بات پر آپس میں لڑنے جھگڑنے لگ جاتے اور گالیوں پر اتر آتے ہیں حتیٰ کہ مار پیٹ کی نوبت آجاتی ہے۔ حالانکہ جب بات معلوم کی جائے تو اسے سن کر شرم آجاتی ہے کہ انسان کے بچوں کو ایسی معمولی بات پر لڑنے کی جرأت کیسے ہوئی۔ مثلاً کئی لڑائیاں تو لین دین کے مطالبہ پر ہو جاتی ہیں۔ کسی نے کسی کے روپے دینے ہوتے ہیں۔ فرض کرو تاجر ہے ادھار سودا دیتا ہے مگر جب ایک دو ماہ کے بعد قیمت مانگتا ہے تو بجائے اس کے کہ مقروض ادا نہ کر سکنے پر شرمندگی کا اظہار کرتا اور اگر اس وقت بھی ادا نہیں کر سکتا تو معذرت کرتے ہوئے کہتا کہ مجھے خود خیال ہے اتنے عرصہ کی اور مہلت دیجئے میں جلد ادا کرنے کی کوشش کروں گا الٹا لڑنے لگ جاتا ہے اور کہتا ہے قرضہ کیا لیا تھا آفت آگئی کسی وقت پیچھا ہی نہیں چھوڑتا۔ پھر گالی گلوچ اور لڑائی کی نوبت آجاتی ہے۔ اس کے مقابلہ میں رسول کریم

ﷺ کو دیکھتے ہیں ایک دفعہ آپ نے ایک یہودی سے قرض لیا یا ضرور تا کوئی چیز ادھار منگائی اور کچھ دنوں تک روپیہ ادا نہ کر سکے۔ ایک دن وہ یہودی مسجد نبوی میں ہی آگیا جہاں رسول کریم ﷺ کے پاس اور مسلمان بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ مدینہ میں رسول کریم ﷺ کی حکومت تھی مگر چونکہ وہ جانتا تھا کہ آپؐ کے اخلاق بہت بلند ہیں اس لئے اس نے مسجد میں آکر سختی سے مطالبہ شروع کیا حتیٰ کہ گالیوں پر اتر آیا۔ اس پر بعض صحابہؓ کو جوش آگیا انہوں نے اٹھ کر مارنا چاہا مگر رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ نہیں اسے کچھ نہ کہو اسے حق حاصل تھا کہ مطالبہ کرتا کیونکہ اس کا مجھ پر قرض تھا۔ اس وقت بھی آپؐ کے پاس روپیہ نہ تھا مگر آپؐ نے فرمایا کہ فلاں شخص سے قرض لے آؤ تاکہ اس کا روپیہ ادا کیا جاسکے۔ چنانچہ روپیہ ادا کر دیا گیا اس بات کا ایسا اثر ہوا کہ وہ یہودی مسلمان ہو گیا [1] اور کہنے لگا کہ میں صرف یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ جس انسان کو رسالت کا دعویٰ ہے اس کے اخلاق کیسے ہیں۔ تو جس کا کچھ دینا ہو اس کے مقابلہ میں آواز اٹھانا بڑی بے شرمی ہے۔ چاہئے کہ انسان نرمی سے جواب دے معذرت کرے اور جلد ادا کرنے کی فکر کرے۔ ممکن ہے جب قرض لیا ہو تو اس وقت یہ سمجھ کر لیا ہو کہ میرا روپیہ آجائے گا اور میں ادا کر دوں گا مگر کچھ ایسے سامان ہو گئے ہوں کہ روپیہ نہ آسکا اور وہ نہ دے سکا۔ قرض لینا کوئی اخلاقی جرم نہیں اور نہ یہ جرم ہے کہ کسی مجبوری کی وجہ سے مقررہ وقت تک ادا نہ کر سکے مگر یہ جرم ہے کہ قرض خواہ مطالبہ کرے تو اس سے لڑ پڑے اور بجائے اس کے کہ یہ کہے جہاں اتنا احسان کیا ہے وہاں کچھ اور کرو اور مہلت دو اس سے بات بھی نہ کرنی چاہیے۔

پھر بسا اوقات بچوں کی لڑائی پر بڑے لڑ پڑتے ہیں بجائے اس کے کہ بڑے بچوں کو نصیحت کرتے بچے انہیں پاگل بنا دیتے ہیں۔ بچے تو معذور ہوتے ہیں مگر وہ بڑوں کو بھی معذور بنا دیتے ہیں۔ بعض اوقات جائز طور پر ایک بچہ کی ماں کو دوسرے بچہ کو تنبیہ کرنی پڑتی ہے مگر اس بچہ کی ماں آجاتی ہے جو یہ کہنا شروع کر دیتی ہے کہ تم کون ہو میرے بچے کو تنبیہ کرنے والی۔ حالانکہ بجائے اس کے کہ وہ ناراض ہوتی اسے احسان ماننا چاہئے تھا کہ اس نے میرے بچے کے ساتھ ہمدردی کی مگر وہ لڑنے لگ جاتی ہے۔ پھر بچوں کے باپ بھی اس لڑائی میں شامل ہو جاتے ہیں پھر محلے والے بھی گویا یہ لڑائی ایک جہاد ہے جس میں شامل ہونا موجب ثواب ہے۔ حالانکہ ایسی لڑائی گناہ ہے، عیب ہے، گند ہے، جس سے مؤمن کے لئے بچنا ضروری ہے۔

رسول کریم ﷺ نے کیا ہی اچھا گُر بتایا تھا اگر مسلمان اس کی طرف توجہ کرتے تو بہت سے فتنوں اور لڑائیوں سے بچ جاتے۔ آپ نے فرمایا جب کسی کو غصہ آئے اس وقت اگر وہ کھڑا ہو تو بیٹھ جائے اور اگر بیٹھا ہو تو لیٹ جائے اور اس وقت تک بات نہ کرے جب تک پانی نہ پی لے [۲] دراصل غصہ دیوانگی ہوتی ہے اور عارضی دیوانگی ایک یا دو منٹ کے لئے ہوتی ہے وہ جب گذر جائیں تو حالت بدل جاتی ہے۔ کئی قتل ایسے ہوتے ہیں کہ اگر قاتل کا اس وقت جب کہ وہ غصہ میں تھا ایک منٹ کے لئے ہاتھ پکڑ لیا جاتا تو وہ قتل نہ کرتا بلکہ بہت ممکن ہے کہ دوسرے ہی منٹ میں اس سے چمٹ کر محبت کرنے لگتا جسے قتل کرنے لگا تھا اور معافی مانگتا کہ میں سخت غلطی کرنے لگا تھا۔ تو غصہ آنی جذبہ ہے اور خدا تعالیٰ نے اس کو محض ازالہ شر کے لئے رکھا ہے تا شرارت کو اس سے روکا جا سکے ورنہ اصل چیز خدا تعالیٰ نے محبت پیدا کی ہے۔ اگر غصہ کے وقت انسان ایسی جگہ سے ہٹ جائے اور کہے میں اس بات کا فیصلہ پھر کسی وقت کرلوں گا یا جیسے رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے اگر کھڑا ہو تو بیٹھ جائے بیٹھا ہو تو لیٹ جائے اور پھر پانی پئے تو اس طرح سینکڑوں ہزاروں لڑائیاں دور ہو سکتی ہیں۔ مگر میں کہتا ہوں یہ بھی ادنیٰ بات ہے جس مؤمن کو غصہ روکنے کے لئے بیٹھنے یا لیٹنے کی ضرورت پڑے وہ سمجھ لے کہ وہ ابھی کامل مؤمن نہیں ہے۔ مؤمن کو محسوس کرنا چاہئے کہ مجھے خدا تعالیٰ نے محبت اور صلح کے لئے پیدا کیا ہے نہ لڑنے جھگڑنے کے لئے۔ اور جب خدا تعالیٰ نے انسان کو محبت کے لئے پیدا کیا ہے تو وہ اسی سے محبت کرے گا جو دوسروں سے محبت کرنے والا ہو گا اور جو لڑتا ہے وہ اس کا محبوب نہیں بن سکتا۔ اس وقت تک جتنے نبی، ولی اور نیک لوگ دنیا میں گذرے ہیں ان میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جو لوگوں سے لڑنے کے لئے آیا ہو۔ وہ لوگوں سے تکلیفیں اٹھاتے ہیں مگر صبر کرتے ہیں اور اگر کسی کو سزا بھی دیتے ہیں تو اس لئے دیتے ہیں کہ اس کے سوا اصلاح کی کوئی صورت نہیں ہوتی۔ اور جب وہ سزا دے رہے ہوتے ہیں تو اس وقت اپنے دل میں درد محسوس کر رہے ہوتے ہیں۔ اور اگر ان کے پاس سیاست اور حکومت ہوتی ہے اور اس کے رو سے انہیں کسی کو قتل کرنا یا کرانا پڑتا ہے تو وہ خود دل میں قتل ہو رہے ہوتے ہیں۔ وہ سزا محض اصلاح کی خاطر دیتے ہیں نہ کہ اپنا دل ٹھنڈا کرنے کے لئے اور یہی مؤمن اور غیر مؤمن میں فرق ہے۔ مؤمن جب کسی کو سزا دے گا تو دل میں افسوس کر رہا ہو گا کہ کاش میں سزا نہ دیتا۔ مگر غیر مؤمن کو اس میں لذت آتی ہے اور وہ کہتا ہے ممکن ہوتا تو اس سے بھی بڑھ کر کرتا۔ اب ہر

شخص سے جو جماعت احمدیہ کا فرد کہلاتا ہے میں پوچھتا ہوں کیا غصہ کی حالت میں اسے رحم آتا ہے؟ اور وہ اس نیت سے سزا دیتا ہے کہ اصلاح کرے یا اسے سزا دینے پر لطف آرہا ہوتا ہے۔ اور اس بات پر غصہ آرہا ہوتا ہے کہ میں کیوں اتنا کمزور ہوں کہ اس سے زیادہ سزا نہیں دے سکتا اگر غصہ کی حالت میں اور سزا دہی کے وقت اس کے دل میں رحم اور ہمدردی پیدا ہوتی ہے' وہ تکلیف محسوس کرتا ہے کہ کیوں کسی کو سزا دے رہا ہے تو وہ مؤمن ہے۔ لیکن اگر غصہ کی حالت میں سزا دینے پر اسے مزا آتا ہے اور حسرت پیدا ہوتی ہے کہ اس سے زیادہ کیوں نہیں دے سکتا تو وہ سمجھ لے اس میں ایمان نہیں ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کی محبت اور غصہ ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے۔ لڑائی جھگڑے سے بچنا کیا ہی معمولی بات ہے پھر رسول کریم ﷺ نے اس کا طریق بھی بتا دیا ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ رَحْمَتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ باوجود اس کے اگر ایک انسان محبت کے جذبات اپنے دل میں پیدا نہیں کر سکتا تو اسے کیا حق ہے کہ اپنے آپ کو ایمان کی طرف منسوب کرے۔

پس میں دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ اپنے ہاتھوں اور اپنی زبان کو قابو میں رکھنا کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ معمولی سی کوشش سے مسلمان کامیاب ہو سکتا ہے۔ دوستوں کو چاہئے ایک دوسرے سے سلوک اور معاملہ میں احتیاط اور نرمی سے کام لیں یونہی نہ لڑیں نہ چھوٹی چھوٹی باتوں کو بڑھائیں۔ آپس میں لڑنا ایمان کی علامت نہیں ہے اور اگر لڑتے ہو تو یہ بھی یاد رکھو کہ شریعت نے زیادتی کرنے والے کے لئے سزا بھی رکھی ہے۔ شریعت کا حکم ہے کہ جس طرح کوئی شخص کسی سے سلوک کرے ویسا ہی سلوک اس کے ساتھ بھی کیا جائے اس کے لئے بھی تیار رہو۔ یہ نہ سمجھو کہ انگریزی گورنمنٹ ایسی باتوں میں کچھ نہیں کرتی۔ اس کے علاوہ خدا کی حکومت بھی ہے جو انگریزی گورنمنٹ سے بہت بلند ہے وہ پکڑ سکتی ہے اور وہ کہتی ہے جو کسی پر ہاتھ اٹھائے اس پر ہاتھ اٹھایا جائے یہ نہیں کہ جرمانہ کر دیا جائے اس صورت میں اس کے لئے تیار رہو۔ انگریزی حکومت کی وجہ سے کوئی شخص خدا تعالیٰ کے مؤاخذہ سے بچ نہیں سکتا۔ اگر کوئی کسی پر ہاتھ اٹھائے تو اس سے اسی طرح معاملہ کیا جائے۔ شریعت کا یہی حکم ہے تاکہ اسے پتہ لگے کہ جب میں نے کسی کو مارا تھا تو اس وقت اس کے دل کی کیفیت کیا ہوئی تھی۔ وہی کیفیت اور جذبات اس کے دل میں پیدا ہوں اور وہ محسوس کرے کہ جب میں نے دوسرے کو مارا تھا تو اس کے دل کی بھی یہی حالت تھی تاکہ پھر وہ ایسا فعل نہ کرے۔ ہماری جماعت کے

لوگوں کو جو اس بات کے دعویدار ہیں کہ وہ دنیا کی اصلاح کے لئے پیدا کئے گئے ہیں اپنے اعمال کو درست کرنا چاہئے۔ اور یاد رکھنا چاہئے ان کے اعمال کا اثر ان تک ہی نہیں رہتا بلکہ حضرت مسیح موعودؑ کی طرف منسوب کیا جائے گا اور ان کے کسی برے فعل سے صرف ان کی ہی نہیں بلکہ سلسلہ کی بدنامی ہوگی۔ پھر یہ بھی سمجھیں کہ ان کے ذریعہ خدا تعالیٰ نے دنیا کی اصلاح چاہی ہے۔ اور اصلاح بغیر محبت کے ہو نہیں سکتی مگر جو اپنے دلوں میں اپنے اس بھائی اور روحانی باپ کی اولاد سے جو اسی کی طرح ایک ہاتھ پر جمع ہؤا ہے محبت نہیں رکھتا اور نیک سلوک نہیں کرتا وہ دوسروں سے کیا محبت کرے گا۔ حضرت مسیح موعودؑ نے ہمیں ساری دنیا سے محبت کرنے کی تاکید کی ہے۔ اگر ہم اپنے روحانی بھائی سے محبت نہیں کرتے تو غیروں سے کیا کریں گے۔ اور جب تک غیروں سے محبت نہ کریں گے اس وقت تک کامیاب بھی نہ ہوں گے۔ پس میں اپنے دوستوں کو خصوصاً قادیان کے رہنے والوں کو کہ یہ دوسروں کے لئے نمونہ ہیں نصیحت کرتا ہوں کہ وہ اپنے نفسوں کی اصلاح کریں۔ میں دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ ہماری جماعت کے لوگوں کو توفیق دے وہ اپنے نفس کے شرور پر غالب آسکیں اور محبت کے جذبات کو غضب کے جذبات پر غالب کرسکیں۔

(الفضل ۲۷/اپریل ۱۹۲۸ء)

[1] یہ یہودی زید بن سعنہ تھا۔ اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابہ جلد ۲ صفحہ ۲۳۱

[2] مسند احمد بن حنبل جلد ۵ صفحہ ۱۵۲